رجسٹرڈ نمبر آصفیہ (۱۸۰)

شرح چندہ
سالانہ .... ے
ششماہی .... ہے

قیمت فی پرچہ (۲/)

"ہفت وار"

مملکت

ایڈیٹر:- میر حسن الدین

رجسٹرڈ نمبر آصفیہ (۱۸۰)

شرح چندہ
سالانہ .... ے
ششماہی .... ہے

قیمت پرانا پرچہ (۴/)

جلد (۹)	۱۲ اردی بہشت ۱۳۵۹ف	۲۲ جمادی الاول ۱۳۶۹ھ روز یکشنبہ	۱۲ مارچ ۱۹۵۰ء	نمبر (۳۸)

تہذیب اور اس کے عناصر ترکیبی

از

سید ابو الاعلیٰ مودودی

لوگ سمجھتے ہیں کہ کسی قوم کی تہذیب نام ہے، اس کے علوم و ادب، فنون لطیفہ، صنائع و بدائع، اطوار معاشرت، انداز تمدن اور طرز سیاست کا۔ مگر حقیقت میں یہ نفس تہذیب نہیں ہے، تہذیب کے نتائج و مظاہر ہیں، تہذیب کی اصل جڑیں نہیں ہیں، شجر تہذیب کے برگ و بار ہیں۔ کسی تہذیب کی قدر و قیمت ان ظاہری صورتوں اور نمائشی ہیئتوں کی بنیاد پر متعین نہیں کی جا سکتی، اس کو جانچنے کے لئے ہمیں اس کی روح تک پہنچنا چاہئے۔ اور اس کے اساسی اصول کا تجسس کرنا چاہئے۔

تہذیب کے عناصر ترکیبی: اس نقطۂ نظر سے سب سے پہلی چیز جس کا کسی تہذیب میں کھوج لگانا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ دنیوی زندگی کے متعلق اس کا تصور کیا ہے؟ وہ اس دنیا میں انسان کی کیا حیثیت قرار دیتی ہے؟ اس کی نگاہ میں یہ دنیا کیا ہے؟ انسان کا اس دنیا سے کیا تعلق ہے؟ اور انسان دنیا کو برتے تو کس طرح برتے؟ یہ تصور کا سوال ایسا اہم ہے کہ انسانی زندگی کے تمام اعمال پر اس کا گہرا اثر پڑتا ہے اور اس تصور کے بدل جانے سے تہذیب کی نوعیت بنیادی طور پر بدل جاتی ہے۔

دوسرا سوال جو تصور حیات کے سوال سے بہت متعلق ہے، زندگی کے نصب العین کا سوال ہے۔ دنیا میں انسان کی زندگی کا مقصد کیا ہے؟ ساری تگ و دو، یہ تمام کشمکش، یہ سب جد و جہد اور محنت و مشقت آخر کس لئے ہے؟ وہ کیا چیز مطلوب ہے جس کی طرف آدمی کو دوڑنا چاہئے؟ وہ کون سا منتہائے نظر ہے جس تک پہنچنے کے لئے ابن آدم کو کوشش کرنی چاہئے۔ اور وہ کونسا منتہا ہے جسے انسان کو اپنی ہر سعی اور اپنے ہر عمل میں پیش نظر رکھنا چاہئے؟ یہی مقصود و مطلوب کا سوال انسان کی عملی زندگی کا رخ اور اس کی رفتار متعین کرتا ہے، اور اسی کے مطابق عمل کے طریقے اور کامیابی کے وسائل اختیار کئے جاتے ہیں۔

تیسرا سوال یہ ہے کہ زیر بحث تہذیب میں انسانی سیرت کی تعمیر کن بنیادی عقائد و افکار پر کی گئی ہے؟ انسان کی ذہنیت کو وہ کس سانچے میں ڈھالتی ہے؟ انسان کے دل و دماغ میں کس قسم کے خیالات جاگزیں کرتی ہے؟ اور اس میں وہ کونسے ذہنی محرکات ہیں جو اس کے نصب العین کے مطابق انسان کو ایک مخصوص قسم کی عملی زندگی کے لئے ابھارتے ہیں؟ یہ بات کسی بحث کی محتاج نہیں ہے، بلکہ انسان کے قوائے عمل اس کے قوائے فکر کے تابع ہیں، اس کے دست و پا کو جو روح حرکت دیتی ہے وہ اس کے دل و دماغ سے آتی ہے۔ دل و دماغ پر جو عقیدہ، جو تخیل، جو فکر جس قدر پوری قوت کے ساتھ مسلط ہوگا عملی قوتیں اسی کے زیر اثر حرکت کریں گی۔ ذہن جس سانچے میں ڈھلا ہوا ہوگا اسی کے مطابق جذبات، حسیات، اور وجدانیات پیدا ہوں گے، اور انہی کی اتباع میں اعضاء و جوارح کام کریں گے۔ پس دنیا کی کوئی تہذیب ایک اساسی عقیدے اور ایک بنیادی تخیل کے بغیر قائم نہیں ہو سکتی اور اس بنیاد پر تہذیب کو سمجھنے اور اس کی قدر و قیمت جانچنے کے لئے اس عقیدے اور تخیل کو سمجھنا اور اس کے حسن و قبح کو جانچنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کسی عمارت کی مضبوطی یا ناپائیداری کا حال معلوم کرنے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ اس کی بنیادیں کتنی گہری اور کتنی مضبوط ہیں۔

چوتھا سوال یہ ہے کہ وہ تہذیب انسان کو بہ حیثیت ایک انسان کے کس طرح کا آدمی بناتی ہے؟ یعنی وہ کس قسم کی اخلاقی تربیت سے وہ انسان کو اپنے نظریے کے مطابق کامیاب زندگی بسر کرنے کے لئے تیار کرتی ہے؟ وہ کونسے خصائل اور اوصاف اور نفسی خصائص ہیں جنہیں وہ انسان میں پیدا کرنے اور نشو و نما دینے کی کوشش کرتی ہے؟ اور اس کی مخصوص اخلاقی تربیت سے انسان کیسا انسان بنتا ہے؟ کیونکہ تہذیب کا اصل مقصود نظام اجتماعی کی تعمیر ہے لیکن افراد ہی اینٹیں ہیں جن سے جماعت کا قصر بنتا ہے اور اس قصر کا استحکام اس پر منحصر ہے کہ اس کا ہر پتھر اچھا ترشا ہوا [illegible] خوب پکی ہوئی ہو، ہر شہتیر پائیدار [illegible] گھن کھائی ہوئی نہ ہو اور کسی حصے میں ناکارہ [illegible] بے جان مسالا استعمال نہ کیا جائے۔

پانچواں سوال یہ ہے کہ اس تہذیب میں انسان اور انسان کا تعلق اس کی [illegible]

(باقی [illegible])

۷۸۶
۹۲
ہفتہ وار
مملکت
۱۲ اردی بہشت ۱۳۵۹ ف

پنڈت نہرو سے استدعا

بھارت کے جدید دستور میں اقلیتوں کو بنیادی حقوق کی صورت میں تحفظات دے کر ان کی منفرد و ممتاز حیثیت کا انتظام کیا گیا ہے۔ بھارت کا ہر باشندہ خواہ اس کا مذہب کچھ ہی ہو ہند کے ایک حصہ سے لیکر دوسرے حصہ تک یکساں حقوق رکھتا ہے۔ اگر کوئی اقلیت اپنی زبان و ادب اور اپنا تمدن قائم رکھنا چاہتی ہے تو وہ تعلیمی اور تمدنی ادارے کھول سکتی ہے۔ غرض بھارت کے جمہوری دستور کے مطالعہ سے مسلمانان ہند کو جو طمانیت حاصل ہو سکتی ہے وہ ارباب مقتدر کے اس عمل سے غائب ہو جاتی جو بھارت کے مختلف حصوں میں رائج ہے۔ مثال کے طور پر بھارت کے دستور میں صاف طور پر درج ہے کہ مسلمانوں کو رہنے بسنے کی، عبادت کی، کسب معیشت کی، تقریر و تحریر کی اور اپنی اجتماعی زندگی کو سنوارنے کی پوری پوری آزادی حاصل رہے گی لیکن جب دستور کے ان فقرات پر اعتماد کر کے مسلمان اپنے ان حقوق سے استفادہ کرنا چاہتے ہیں جو دستور میں ان کو ازراہ اقلیت نوازی عطا کئے گئے ہیں تو یکایک ان کو ایک بے ڈھب صورت حال سے دوچار ہونا پڑتا ہے اور وہ یہ محسوس کرنے لگتے ہیں کہ ان کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ اس کی ایک وجہ شاید یہ ہو کہ مسلمانوں کی اکثریت ان پڑھ ہے اور اس نے دستور کے مفہوم کو غلط سمجھا ہو۔ دوسری وجہ شاید یہ ہو کہ دستوری زبان عام فہم نہیں ہوتی اس لئے غلط فہمیوں کا امکان باقی رہ جاتا ہے۔

ہندوستانی مسلمانوں پر کہاں کیا گزر رہی ہے خود مسلمانان ہند اس سے پوری طرح واقف نہیں ہو سکتے کیونکہ نیوز ایجنسیاں ایسی خبروں کی اشاعت میں کافی سے زیادہ احتیاط برتتی ہیں۔ سارے ہندوستان بھر میں مسلم اخبارات کچھ ایسی مالی پریشانیوں میں گرفتار ہیں کہ وہ نامہ نگاروں کو مقرر کرنے کی سکت نہیں رکھتے۔ اب جو بھی خبر پہلے پہل ان اخبارات تک پہنچتی ہیں مستورین کے قلم سے نکلے ہوئے ہوتے ہیں یہ ڈر ہو سکتا ہے کہ ان میں مبالغہ سے کام لیا گیا ہو۔ چونکہ مسلم اخبارات کے مدیروں کا ہندوستان بھر میں عام طور پر رجحان یہ ہے کہ وہ خبروں کی اشاعت میں احتیاط برت رہے ہیں اس لئے کہاں کیا گزر رہی ہے اس سے مسلمانان ہند اور شاید حکمراں بھی ناواقف ہوں۔ مثلاً یہ ہو سکتا ہے کہ بھارت کے کسی موضع میں چند عناصر اقلیتی فرقے کے لوگوں کو پریشان کرنے کی ٹھان لے۔ مقامی پولیس اپنی دیگر مصروفیات کی وجہ سے اس واقعہ کو اہمیت نہ دینے کی جانب مائل ہو اور حکومت چند مقامات کی رپورٹ نہ پائے یا چند افراد جو ستم رسیدہ ہیں اور اس واقعہ کی اطلاع نہ تو کسی اخبار کو پہنچے ورنہ کوئی رکن پارلیمنٹ اس کی نسبت سوال کر سکے۔ اور حکومت جلد ہی لوگ اس واقعہ کو بھول جائیں۔ لیکن مستورین کے قلب سے اس سوال کی گونج تک۔ قانون سنانے کا کہ کیا ہندوستان ایک غیر مذہبی مملکت ہے۔ یہ سب کچھ اس لئے ہو رہا ہے کہ بھارت کے مسلمان یہ نہیں جانتے کہ ان کے حقوق و فرائض اور ذمہ داریاں کیا ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ وہ کیا کر سکتے ہیں اور کیا نہیں کر سکتے۔ مثلاً گاؤ کشی دستور کے ذریعہ یا کسی اور قانون کے ذریعہ ہنوز ممنوع نہیں ہوئی لیکن اس گاؤ کشی کے مسئلہ پر قتل آئے دن جھگڑا ہو گیا۔ شرفاء کی پگڑیاں اچھالی گئیں۔ ان کے مکانوں کا لوٹ کھسوٹ کی گئی۔ دستور میں یہ کہیں نہیں لکھا ہے کہ مسلمان ترکی ٹوپی یا اپنا لباس نہیں پہن سکتے لیکن سنتے ہیں کہ اورنگ آباد کے سول ڈسٹرکٹ صاحب نے اس موضوع پر کوئی حکم جاری فرمایا ہے۔ اورنگ آباد کے مسلمانوں کو ہم یہی مشورہ دیں گے کہ وہ ہر حکم کی تعمیل کریں اگر وہ مداخلت فی الدین کا اثر نہ رکھتا ہو۔ لیکن ہندوستانیوں کے نقطۂ نظر سے حق کا یہ اختلاف مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ ایسی اور بھی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں جو ہماری اس استدعا کو حق بجانب قرار دینے کا اثر رکھتی ہیں کہ بھارت سرکار مسلمانوں کی لاعلمی یا غلط فہمی کو دور کرنے نیز عمل کی یکسانیت پیدا کرنے کے لئے یہ بتائے کہ مسلمان کیا کر سکتے ہیں اور کیا نہیں کر سکتے اور ان کے حقوق کیا ہیں اور ان کے فرائض اور ذمہ داریاں کیا ہیں۔ اگر ایسی فہرست مرتب اور شائع ہو جائے تو مسلم اخبارات اور پبلک کارکن ان اوامر اور نواہی کو ان پڑھ اور ناواقف مسلمانوں تک پہنچانے کا فرض بخوشی انجام دیں گے۔ اس نوعیت کے واقعات پر تبصرہ کرتے ہوئے چند روز قبل معاصر الجمعیۃ نے تحریر کیا ہے کہ:-

> علی گڈھ مسلم یونیورسٹی کے بہت سے پروفیسروں کے دستخط سے اخبارات میں یہ افسوسناک شکایت شائع ہوئی ہے کہ اسسٹنٹ کسٹوڈین نکاسی جائیداد کے حکم کے تحت مقامی ڈاک خانے مسلمانوں کے پوسٹل آرڈر بھنانے کے لئے تیار نہیں ہوتے اور نہ افسر مذکور کی اجازت کے بغیر مسلمان سیونگ بنک سے مناسب رقم نکالنے کا حق رکھتے ہیں یہ امتیازی سلوک بہت برا ہے۔ اس سے پبلک کے لئے باعث ندامت جس کے دستور میں اس بات کی تشریح ہے کہ ہندوستان کے کسی گروہ کے ساتھ مذہب، زبان اور تہذیب کی بنا پر امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا۔ حیرت ہے کہ پیچھے کے حکم کی یہ روش ہو اور اوپر کے حکام کو خبر تک نہ ہو۔ امتیازی سلوک کی یہ ایک ہی مثال نہیں ہے اگر کوئی سننا چاہے تو اس کی بہت سی مثالیں مل سکتی ہیں مسلمانوں کے ساتھ ایسا سلوک کیوں ہے؟ کیا مسلمان ہندوستان کے شہری نہیں ہیں؟ کیا افسروں کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ مسلمانوں کو پریشان کریں اور ان کی راہ میں مشکلات ڈالیں؟ انصاف اور جمہوریت کا تقاضہ کیا ہے؟۔

یہ تو سب جانتے ہیں کہ بھارت کے جمہوری دستور میں مسلم اور غیر مسلم کا کوئی فرق نہیں رکھا گیا اگر کوئی ڈھونڈنے بیٹھ جائے تو اس حقیقت کے باوجود کہ اس نوعیت کے واقعات اخبارات میں کم شائع ہوتے ہیں ایسی کافی مثالیں مل جائیں گی جن سے یہ ظاہر ہو سکے گا کہ مسلمانوں کے تعلق سے دستور کچھ اور کہتا ہے اور عمل کچھ اور ہوتا ہے۔ اور جو بھی عمل ہوتا ہے اس میں یکسانیت نہیں ہوتی۔

بھارت کو آزاد ہوئے تقریباً ڈھائی سال ہوتے ہیں پھر بھی بھارت کے مسلمانوں کو یہ پتہ نہیں کہ ان کا کون سا عمل ہندو بھائیوں کی ناراضگی کا باعث ہوتا ہے۔ پنڈت سندر لال جی جو مشترک ثقافت، اور ہندو مسلم اتحاد جیسی خوشنما اصطلاحات و مقاصد کے ایک علمبردار ہیں مسلمانوں کا یہ مشورہ دیتے ہیں کہ وہ بدل جائیں کہ وہ مسلمان ہیں

لیکن مسلمانوں کو بار بار یاد دلایا جاتا ہے کہ وہ مسلمان ہیں۔ کبھی انھیں ابھارا جاتا ہے، کبھی یہ کہا جاتا ہے کبھی زندگی و روزگار سے محروم کیا جا رہا ہے اور کبھی غدار اور بے وفا وغیرہ کے الفاظ سے انھیں یاد کیا جاتا ہے۔ جب اس شدت سے ان کے مسلمان ہونے کو محسوس کرایا جائے تو وہ کیسے بھول سکتے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں۔

ہماری رائے میں اس مسئلہ کا ایک معقول حل یہی سمجھ میں آتا ہے کہ مسلمانوں کو صاف طور پر بتا دیا جائے کہ وہ کیا کر سکتے ہیں اور کیا نہیں کر سکتے اور یہ ہدایت سرکار کا حکم یکساں طور پر بھارت کے ہر حصہ میں کارفرما رہے۔ ہم اس قوم کے ایک فرد کی حیثیت سے بھارت سرکار کو یقین دلاتے ہیں کہ اس کے حکم کی ہر جگہ پابندی کی جائے گی۔ یہ مسئلہ پنڈت جواہر لال نہرو کی اولین توجہ کا طالب ہو رہا ہے۔

اسٹیٹ کانگریس کی قراردادیں

آج حیدرآباد کانگریس کمیٹی کی دوسری سالانہ نشستوں کا آخری کھلا اجلاس زیر صدارت مسٹر ڈگمبر راؤ بندو صدر حیدرآباد اسٹیٹ کانگریس منعقد ہوا جس کے اجلاس میں مسٹر [illegible] نے تین قراردادیں پیش کیں جن میں ریاست کی تقسیم، راج پرمکھ کی تنسیخ اور مجلس دستور ساز کے انتخابات لڑنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ ان قراردادوں کی ڈاکٹر [illegible] اور مسٹر رام کشن راؤ نے تائید کی، اور سوامی رامانند تیرتھ نے بھی اس تعلق سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ تالیوں کی گونج میں یہ قراردادیں منظور کر لی گئیں۔

ریاست کی تقسیم کی قرارداد میں بیان کیا گیا کہ یہ جلسہ حیدرآباد کے مستقبل کے مسئلوں کے تعلق سے جن میں نازک سیاسی اور تاریخی مسائل شامل ہیں، اچھی طرح غور کرنے کے بعد ریاست حیدرآباد کی تقسیم پر زور دیتا ہے۔ جلسہ کی رائے میں حیدرآباد اسٹیٹ کے (۱۶) ضلعوں کا وجود آصف جاہیوں کے تحت مصنوعی سیاسی اکائی کی حیثیت سے ہے۔ ایک تاریخی اتفاق کی بات ہے جو جمہوری نظم و نسق اور وقت کے تقاضوں کے خلاف ہے۔ اس جلسہ نے اسٹیٹ کانگریس کی ضلع واری اور ضلعواری کمیٹیوں کی رائے کی تقسیم پر ظاہر کردہ رایوں سے واقف رہتے ہوئے ان پر سنجیدگی سے غور کیا جن میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ ریاستی عوام کی خواہش اور رائے تقسیم کے لئے بڑھتی جا رہی ہے۔ یہ جلسہ محسوس کرتا ہے کہ اس کارروائی کو آج انڈیا کے نقشہ اور ملک کے سیاسی حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے پورا کیا جانا چاہئے۔ اس لئے یہ جلسہ خواہش کرتا ہے کہ حیدرآباد اسٹیٹ کو اس کے اندرونی ریجنوں یعنی تلنگانہ، مرہٹواڑہ اور کرناٹک کی مناسبت سے متصلہ لسانی صوبوں سے عوام کی خواہش کے مطابق ملحق کر دیا جانا چاہئے۔

راج پرمکھ کو ہٹا دینے کی قرارداد میں کہا گیا ہے کہ اس کانگریس کی واضح رائے ہے کہ جمہوری ہند کی سیاسی تشکیل میں موروثی رئیسوں کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ موجودہ نظام نے ہی چند رکاوٹیں ریاست میں فرقہ واریت اور نفاق پیدا کر کے مخالف قومی رویہ اختیار کیا تھا۔ اس طرح انھوں نے اس ریاست کے صدر کی حیثیت سے باقی رہنے کے حق کو بھی کھو دیا ہے۔

دستور ساز اسمبلی کے انتخابات میں حصہ لینے کے فیصلہ کے متعلق قرارداد میں کہا گیا کہ اس کانگریس کے پیش نظر حیدرآباد کے مستقبل کا فیصلہ بالغ رائے دہی کی اساس پر مرتب کی جانے والی مجلس دستور ساز کی جانب سے ہونے والا ہے جس کے متعلق تیاریاں شروع ہو چکی ہیں۔ یہ جلسہ ظاہر کرتا ہے کہ حیدرآباد اسٹیٹ کانگریس کس بنیاد پر انتخابات لڑنے جا رہی ہے۔ اس سلسلہ میں توقع ہے کہ مجلس دستور ساز ریاست کی تقسیم کے حق میں فیصلہ دے گی۔

سوامی رامانند تیرتھ نے ریاست کی تقسیم پر زور دیتے ہوئے تقریر کی۔ اپنی تقریر میں سوامی جی نے کہا کہ ریاست کی تقسیم سے متعلقہ صوبوں میں عوام کو اپنی ہر قسم کی ترقیوں کے مواقع ملیں گے۔ تقسیم اس لئے بھی ضروری ہے کہ ریاست کے دو اضلاع [illegible] اور [illegible]

جس سے خطرہ کا اثر بڑھتا جا رہا ہے اور اس سے قریب ضلع [illegible] کو بھی خائف ہونے کے اندیشے پیدا ہو گئے ہیں۔ اس کا واحد حل ریاست کی تقسیم ہی سے ممکن ہے۔

اطلاعات میں مزید بتایا گیا ہے کہ آج اجلاس کی جانب سے [illegible] کی کافی [illegible] معلوم کی گئی ہیں، توقع ہے کہ [illegible] بہت جلد واپس ہوں گی۔

مزدور سنگھ نے حکومت کے فیصلے کو رد کر دیا

حیدرآباد ۵ مارچ۔ حیدرآباد اسٹیٹ مزدور سنگھ کی مجلس عاملہ کا مسلسل اجلاس ۲۸ فروری، یکم مارچ و ۲ مارچ کو مزدور سنگھ کے دفتر میں زیر صدارت مسٹر بی۔ ایس۔ مہادیو سنگھ منعقد ہوا جس میں کئی قراردادیں منظور کی گئیں۔

مسٹر بی۔ ایس۔ مہادیو سنگھ نے کل ہند مزدور سبھا کی دوسری سالانہ کانفرنس کو اپریل کے تیسرے ہفتہ میں یہاں منعقد کرنے کے لئے جو دعوت نامہ روانہ کیا تھا اس کی مجلس عاملہ نے توثیق کی۔ انتظامات کے سلسلہ میں ایک ابتدائی مجلس استقبالیہ ترتیب دی گئی ہے جس کے صدر مسٹر [illegible] لکشمی نارائن مقرر ہوئے۔ اسٹیٹ مزدور سنگھ نے بھی اپنی سالانہ کانفرنس سے تین روز قبل اپنی دوسری کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا۔ عاملہ نے ایک قرارداد کے ذریعہ مسٹر سرت چندر بوس کی موت پر اظہار تعزیت کیا۔ دوسری قرارداد میں عاملہ نے ریگے کمیٹی کی سفارشات، بنیادی اُجرت اور مہنگائی سے متعلق حکومت کے فیصلہ پر تنقید کرتے ہوئے ان کو غیر تشفی بخش قرار دیا اور کہا کہ مزدوروں کو ان سفارشات سے جو توقعات تھیں وہ پوری نہ ہو سکیں کیونکہ موجودہ حالات زندگی و مصارف زندگی کے پیش نظر بے مہارت و با مہارت مزدوروں کے لئے بنیادی اجرتوں کا جو تعین کیا گیا ہے وہ ناکافی ہے۔ مجلس عاملہ اس سے واقف ہے کہ ریگے کمیٹی میں کوئی مزدور نمائندہ نہیں لیا گیا۔ ریگے کمیٹی میں جو اراکین لئے گئے وہ مختلف مکاتیب خیال کے مزدور نمائندے تھے۔ اس لئے عاملہ بنیادی اُجرت اور مہنگائی بھتے سے متعلق حکومت کے فیصلے کو غیر تشفی بخش اور ناواجبی قرار دیتے ہوئے رد کرتی ہے اور یہ تجویز کرتی ہے کہ حکومت مزدور نمائندوں کی ایک کانفرنس طلب کر کے واجبی اجرتوں پر جو حکومت اور مزدوروں کے لئے قابل قبول ہوں کوئی سمجھوتہ کرے۔

تیسری قرارداد میں جو مزدوروں کی عام ہڑتال سے متعلق ہے مزدوروں کو ان کی ثابت قدمی پر مبارکباد دی گئی ہے اور حکومت نے جو وعدے کئے تھے ان کی تکمیل نہ کرنے پر افسوس کا اظہار کیا گیا۔ حکومت گفت و شنید کے دوران میں کئے ہوئے وعدوں کو ۱۶ مارچ سے قبل عمل میں نہ پہنچائے تو عاملہ تمام ملحقہ یونینوں کو ہدایت کرتی ہے کہ وہ ۲۰ مارچ کو جلسہ منعقد کر کے اور جلوس نکال کر یوم احتجاج منائیں۔

اس کے علاوہ عاملہ نے ڈی۔ بی۔ آر ملز حیدرآباد اسپننگ اور ویونگ ملز اور [illegible] آباد [illegible] سے متعلق بھی قراردادیں منظور کیں۔ (ا۔ ن۔ س)

محافظ جائداد تخلیہ کنندگان کے احکام پر نظر ثانی ہو سکتی ہے۔

حیدرآباد ۳ مارچ۔ دستور العمل انتظام جائداد تخلیہ کنندگان میں ایک ایسی دفعہ موجود ہے جس کی رو سے اس دستور العمل کے تحت جاری کئے ہوئے تمام احکام کی نظر ثانی ہو سکتی ہے۔

ایسے اشخاص جو یہ باور کرنے کی معقول وجوہ رکھتے ہوں کہ تخلیہ کنندہ کے دعوے معقول بنیاد کے بغیر منظور کئے جا چکے ہیں یا ایسے اشخاص جو [illegible]

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بلاتنقید:-

ہندوؤں اور جانداروں کے لئے رقابتوں نے دلوں میں گھر کر لیا جس نے فطری طور پر تنظیم کو ختم کر دیا...... دوسرے علاقوں میں رہنے والے ہمارے بھائیوں کے بارہ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ طاقت کے نشہ میں مدہوش ہو گئے ہیں، لیکن ہم میں سے بہت سوں نے تو طاقت کو دور سے دیکھ کر ہی توازن کھونا شروع کر دیا۔

(مسٹر اکبر راؤ رپورٹ صدر اسٹیٹ کانگریس)

سنا جا رہا ہے کہ ورنگل آباد میں یہ گشتی نافذ کی گئی ہے کہ کوئی شخص ایسی ٹوپی نہ پہنے جس سے اس کے مذہب کا اظہار ہوتا ہو۔ (ایک خبر)

اس خبر پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک معاصر نے لکھا ہے کہ یہ اشارہ صرف ترکی ٹوپی کی طرف ہے۔

ہو گئی رسوا زمانے میں کلاہ لالہ رنگ
جو سراپا ناز تھے ہیں آج مجبور نیاز

(اقبال)

جمعیت العلما نظام آباد کے زیر اہتمام جامع مسجد میں ایک جلسہ ہوا جس میں مولوی ابوالحسن سید علی نے بھی تقریر کی۔ مولوی صاحب نے دوران تقریر میں فرمایا:-

ماضی کی مرثیہ خوانی میرے مذہب میں جائز نہیں، ماضی کے تلخ یا شیریں تجربات سے مستقبل کو سنوارنے کے طریقے اختیار کیجئے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ماضی کا تلخ تجربہ اٹھایا ہوا ایک بدحال مسلمان اس جلسہ میں کہہ اٹھا:

تم کو آشفتہ مزاجوں کی خبر سے کیا کام
تم سنوارا کرو بیٹھے ہوئے گیسو اپنے

نظام آباد کی ایک خبر ہے کہ:-

حیدرآباد اسٹیٹ کانگریس کے اجلاس نظام آباد میں ایک قرارداد میں یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ جاگیرات کی تقسیم کر دی جائے اور دوسری قرارداد میں فوری ذمہ دارانہ حکومت کے قیام کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

بعض واقف کار لوگوں کا خیال ہے کہ اول الذکر قرارداد عوام کو خوش کرنے کے لئے اور موخر الذکر قرارداد حصول وزارت کے لئے منظور کی گئی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!!

ہمارے مطالعہ کا بڑا حصہ فلمی رسالوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ فلمی رسالوں کا مطالعہ نوخیز لڑکیوں کے جذبات برانگیختہ کر دیتا ہے۔ انھیں بہت سی ترغیبات دیتا ہے۔ آج کل جو فلم اسٹیج پر اکثر شریف گھرانوں کی لڑکیاں کام کرتی نظر آتی ہیں وہ انھیں پست رسالوں کے مطالعہ کا نتیجہ ہے۔ (لیڈی ایڈیٹر۔ حمایت دکن)

بھری بزم میں راز کی بات کہہ دی

یونائیٹڈ پریس کی اطلاع ہے کہ:-

پاپائے روما نے کیتھولک مسیحیوں اور خدا کے ماننے والوں کے اتحاد پر زور دیتے ہوئے ایک بیان جاری کیا ہے اور ان سب کو بے دین کمیونسٹوں کے خلاف محاذ تیار کرنے کے لئے ایک عالمی منصوبہ تیار کرنے کی تجویز پیش کی ہے۔

پاپائے روما کو اب تک خبر نہیں کہ ان کے ہم وطنوں نے مذہب کو ایک خانگی معاملہ قرار دیا ہے۔

سیاست نے مذہب سے پیچھا چھڑایا
چلی کچھ نہ پیر کلیسا کی پیری

دکن نیوز کی اطلاع ہے کہ:-

دھولنڈی کے روز بلا امتیاز راستے پر چلنے والوں پر زبردستی رنگ ڈالنے والوں کو گرفتار کیا گیا۔ بعض مقامات پر رنگ کے علاوہ کیچڑ بھی ڈالا گیا اور بعض مقامات پر پیسے دو دو روپیہ تک بڑی ہمہمی سے وصول کئے گئے۔ رکشا اور سیکلوں کی ہوا نکال دی گئی۔

معاصر "نشیر دکن" نے ازراہ اقلیت نوازی اس خبر کو شائع نہیں کیا۔

معاصر "سلطنت" کا ادعا ہے:-

ہم نے گزشتہ دور میں بھی ملک کے نظم و نسق پر بہت کچھ لکھا ہے اور حکومت کی ایسی پالیسی پر نکتہ چینی کی ہے جس سے عوام اور مقامی ملازمین کے حقوق متاثر ہوئے ہیں۔

آپ کو بجز اشتہارات کے ملک کے نظم و نسق سے کب دلچسپی رہی ہے۔ البتہ آپ سابق دربار کی ہوش بلگرامی کے مضامین ضرور شائع کیے ہیں۔

دہلی کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ہندو مہاسبھا کے معتمد عمومی کو شہر بدر کر دیا۔ (اخباری سرخی)

مہا بھائی ذبیحہ کو کب شہر بدر کیا جائے گا؟

نظام آباد میں اسٹیٹ کانگریس کے اجلاس میں مسٹر ہریش چندر ہیڈا نے اس مضمون کی ایک قرارداد پیش کی کہ باہر کے عہدہ داروں کو فوراً واپس کر دیا جائے۔ (ایک خبر)

باہر کے لیڈروں، باہر کے تاجروں اور باہر کے وکلا کے متعلق کیا رائے ہے؟ اور باہر کے فراری کی اس کثیر تعداد کے متعلق کیا خیال ہے جو محکمہ تعمیرات اور محکمہ ریلوے میں گھسی ہوئی ہے۔

جدید دستور سوشلسٹوں کی نظر میں

از

کے، این، پردھان

ہندوستان کا نیا دستور تیار ہو گیا ہے اور ۲۶ جنوری ۱۹۵۰ء سے اس کا نفاذ ہو رہا ہے اسی روز ہندوستان کی آزاد جمہوریہ کا اعلان بھی ہو رہا ہے۔ ہندوستان کی آئین ساز اسمبلی کانگریس کی نمائندگی کرتی ہے تو ۱۲ فی صدی آبادی کے نمائندگان کی بالواسطہ طور پر آئین کے ہر دفعہ پر تو تبصرہ نہیں ہو سکتا۔ اس کی ۳۹۵ دفعات ہیں۔ دنیا بھر کے آئینوں میں سے یہ آئین سب سے بڑا اور اسی طرح سب سے زیادہ پیچیدہ ہے ــــ اس آئین کے جو نمایاں اور بنیادی پہلو ہیں اور جو آئین کو مطلق العنانی پیدا کرتے ہیں ان میں سے مثال کے طور پر اجاگر کیا جاتا ہے۔

یہ درست ہے کہ اس آئین کی تمہید میں اعلان کیا گیا ہے کہ ہم ہند کے لوگوں نے پوری سنجیدگی کے ساتھ فیصلہ کیا ہے کہ ہند کو ایک پورے اختیار والی جمہوریہ بنائیں۔ اور اس کا بندوبست کریں کہ اس کے ہر شہری کو انصاف۔ سماجی معاشی اور سیاسی آزادی ملے۔ خیال، بیان، عقیدے، مذہب اور عبادت کی برابری ملے حیثیت اور موقعوں میں وغیرہ ــــ لیکن اس تمہید میں جن جذبات کا اظہار کیا گیا ہے۔ آئین کی مختلف دفعات ان کو ملیا میٹ کر دیتی ہیں ــ یہاں ایک لازمی حق بھی بیان کر دوں جسے کہ آئین میں بنیادی تسلیم کیا گیا ہے اور وہ ہے شخصی جائداد کا حق۔ شخصی جائداد صرف اسی صورت میں قومی ملکیت بنائی جا سکتی ہے جس صورت میں کافی معاوضہ ادا کر دیا گیا ہو۔ ہر شہری کو نیچے لکھے ہوئے حق حاصل ہوں گے۔

(الف) تقریر اور بیان کا حق (ب) شانتی کے ساتھ بغیر ہتھیاروں کے جمع ہونے کا حق (پ) انجمنیں اور سبھائیں بنانے کا حق (ت) ہند کی پوری سرزمین میں آزادی سے چلنے پھرنے کا حق ہے۔ بنیادی انسانی حقوق کے اس واضح اعلان کے بعد کون شکایت کر سکتا ہے لیکن یہ سب حقوق محض ایک مذاق بن جاتے ہیں کیونکہ اس میں یہ الفاظ بھی درج ہیں کہ اس دفعہ کے رو سے حقوق کو دھیان میں رکھتے ہوئے جو ان حقوق کو کم کر دیتے ہیں کیونکہ یہ نہاد بنیادی حقوق ملک کے قوانین کے حق کے ماتحت اور قوانین میں پریس ایکٹ کریمنل لا امینڈمنٹ ایکٹ بنام ۱۰ء ۱۸ بنگال ریگولیشن ۱۹ ۱۸ء مدراس ریگولیشن ۲۷ ۱۸ء بمبئی ریگولیشن ۲۵ء اور ان سب کی مذمت کئی بار خود پنڈت نہرو نے۔ خلاف قانون

بہ کہا گیا ہے۔ انگریزی سامراجیوں کے ان قوانین میں جن کے کانگریسی وارثوں نے اپنی طرف سے بھی کچھ قوانین شامل کئے ہیں جن میں نمایاں ترین ہیں پبلک سیفٹی ایکٹ اسپیشل پاورز ایکٹ جو عوام کے حقوق اور آزادی پر مزید چھاپہ مارتے ہیں۔

آئین کا مطلق العنانی اور عدم مرکزیت کی بجائے بہت سا ڈھانچہ مکڑا کیا گیا ہے۔ یہ اگرچہ ہے کیونکہ بالائی ڈھانچے کی نوعیت کا اظہار بنیادوں پر ہوتا ہے یہ اس طرح کیا گیا ہے کہ صوبوں اور مرکز کے چنے ہوئے اداروں کے اختیارات کو کم کر دیا گیا ہے اور اس کے برعکس صوبوں میں گورنر اور مرکز میں صدر کی مرضی پر بہت کچھ رہنے دیا گیا ہے۔ نئے آئین کے مطابق صدر آئینی حکمران نہیں ہوگا صدر اور پارلیمنٹ کے درمیان اختیارات کو اس طرح تقسیم کر دیا گیا ہے کہ زیادہ اختیارات پارلیمنٹ کے بجائے صدر کو دیئے گئے ہیں۔۔۔۔ جس دفعہ میں ہندوستان کے صدر کے پوزیشن والے کردار کو بظاہر واضح کیا گیا ہے وہ یہی ہے ــــ وزیروں کی ایک کونسل ہوگی جس کا سردار وزیر اعظم ہوگا اور جو صدر کو اس کے کاموں کے انجام دینے میں مدد اور مشورہ دے گی۔

دوسری دفعات میں صدر کو مکمل ایگزیکٹو اختیارات دیئے گئے ہیں اور عام حالات میں صدر کو قانون سازی کے اختیارات دیئے گئے ہیں۔ اس طرح صدر چونکہ سبھی کچھ بن جاتا ہے اور اسے سب پر حاوی ہونے کے اختیارات ہوتے ہیں۔ جن میں آئین کی کئی دفعات قانون سازی کو معطل کرنا اور صوبوں وغیرہ کے ساتھ مالی تعلقات تبدیل کرنا بھی شامل ہے۔ سپریم کورٹ بھی صدر کی مداخلت سے نہیں بچ سکے گی۔ کیونکہ "ہنگامی" حالات میں سپریم کورٹ سے رجوع کرنے کا حق بھی چھین لیا جائے گا۔ لارڈ ایکٹن کے مشہور قول کے مطابق اختیارات بددیانت بناتے ہیں اور مطلق اختیارات اور مطلق بددیانت بناتے ہیں۔ اس لئے اگر یہ اختیارات دینے لازمی تھے۔ تو آئین کو چاہئے تھا کہ ان کا توازن کو جمہوری کوئی جس سے یہ امید کی جاتی ہے کہ وہ صدر کی متحدہ اختیارات من مانے اقدام کی راہ میں رکاوٹ ڈالے گی۔

صوبوں کی پوزیشن بھی بنیادی طور پر اس سے کوئی مختلف نہیں ہے بلکہ ایک معنی میں تو وہ فرق ہے کیونکہ صدر کو تو ایگزیکٹو کا چیف چنا جاتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس گورنر نامزد کردہ ہوتا ہے اور کسی چنے ہوئے ادارے کے سامنے جواب دہ نہیں۔

مزید دفعہ جو کہ صدر کو اختیارات دیتی ہے کہ وہ صوبوں بلکہ مرکز کے درمیان مالی معاہدے کا بدل صوبائی خود مختاری کو محض ایک فریب بنا دیتی ہے۔ علاوہ ازیں، چائے، پٹ سن وغیرہ کی برآمد پر محصول کو براہ راست مرکز کے حوالے کر کے صوبوں کو اقتصادی طور پر مرکز کے تحت کر دیا گیا ہے۔

ہندوستان کے نئے آئین پر اس مختصر تبصرے سے یہی مطلب ہے کہ یہ آئین اس لوٹنے والے طبقے کے لئے بہترین آئین ہے جو کہ سارے آئینی ہتھیاروں کے ذریعہ اپنی لوٹ کھسوٹ برقرار رکھنا چاہتے ہوں ــــ یہی وجہ ہے کہ سر توڑ کوشش کی جا رہی ہے کہ آئین میں صدر کے انتظامی قوانین کو بھی قانونی شکل دی جائے یہ کوئی حادثہ نہیں کہ جن بورژوا وکیلوں نے آئین کا مسودہ تیار کیا ہے انہوں نے اس بات کا خیال رکھا ہے کہ صدر پارلیمنٹ میں اقلیت بھی بن جائے لیکن پھر بھی وہ پارلیمنٹ پر حکومت کرنے کی پوزیشن میں ہو سکتا ہے۔ آنے والے برسوں میں یہ خوب کام آ سکتا ہے تاکہ لوٹنے کھسوٹنے والے طبقے ایک مضبوط صدر کے ذریعہ اپنا کام کر سکیں جب کہ انہیں براہ راست چنی ہوئی پارلیمنٹ کی حمایت نہ رہے۔

اس لئے یہ بالکل صاف ہے کہ جب سوشلسٹ پارٹی عوامی جوش و خروش کی لہروں پر سوار ہو کر، برسر اقتدار آئے تو امید کرنی چاہئے کہ وہ لاڈلی کے بنائے ہوئے آئین کو ختم کر کے اسے ردی کی ٹوکری میں پھینک دے کیونکہ یہی اس کی مناسب جگہ ہے۔ موجودہ مطلق العنان آئین کی جگہ ایک مکمل جمہوری آئین ہے جو کہ موجودہ سماج میں صرف سوشلسٹ آئین ہی ہو سکتا ہے۔ کانگریس کے غلبے میں آئی ہوئی آئین ساز اسمبلی کے پاس کردہ مطلق العنان آئین میں سے ظاہر ہے کہ آج کا حکمران طبقہ جمہوریت کو زندہ رکھنے کے ناقابل ہے۔ یہ کام نئی طاقتوں کا ہے۔ لوٹ کھسوٹ۔ مزدور، کسان اور عوام ایک نئی پارٹی سوشلسٹ پارٹی کا تقاضا کرتا ہے جس کی بنیادیں ان عوامی عناصر پر ہوں

یہودیوں کا نیا اقدام

قاہرہ ۵ مارچ: نظام پاشا جنرل سکرٹری عرب لیگ نے آج اعلان کیا کہ یہودی اپنی سلطنت اسرائیل کو وسیع کرنے یا مشرق کے ارادے سے ایک نئے حملہ کی تیاریاں کر رہے ہیں جس کا ہر وقت خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ اسرائیل کو جیسے سلامتی

(باقی صفحہ)

مشرقی ایشیا اور روس

ویٹ نام کا معاملہ اب مقامی یا علاقائی اہمیت سے نکل کر عالمگیر اہمیت اختیار کر چکا ہے۔ وہاں کے حالات روسی پالیسی پر کافی روشنی ڈالتے ہیں۔

گذشتہ آٹھ دس دن کی سب سے بڑی خبریں یہ تھیں کہ روس نے ہوچی منہ کے باغیوں کو ویٹ نام کی حکومت تسلیم کر لیا اور فرانسیسی کمیونسٹ پارٹی مجنونانہ حرکات کی مرتکب ہو رہی ہے۔

دونوں خبروں سے صاف پتہ چلتا ہے کہ روس کا فوری مقصد چین کی نئی حکومت کو مغربی طاقتوں کے ساتھ ٹکرا دینا ہے۔ چین کو جھگڑا کرنے کے لئے اکسایا جائے گا اور صلح کر لینے کی شہ دی جائے گی۔ روس الگ کھڑا تماشہ دیکھے گا۔ اور وقت آنے تک اس کشمکش سے جو بھی فائدہ ہوگا اٹھائے گا۔ اسٹالین ہمیشہ ایسی ہی پالیسی کھیلتا ہے۔

اسٹالن کن فوائد کی تاک میں ہے وہ کئی باتیں ہو سکتی ہیں۔ اور اسے حملہ کا خدشہ نہیں رہے گا۔ حکومت روس کو "سامراجی طاقتوں" کی طرف سے حملہ کا خطرہ اور اس خطرہ کے باعث اس کی پریشانی بجا ہے۔ کیونکہ حکومت روس نے اپنے آپ کو مسحور کر لیا ہے۔ اسے اپنے پروپگنڈہ پر ہی یقین آنے لگ گیا ہے اس کے ارباب بست و کشا حقیقت سے ناواقفیت۔ مارکسی نظریہ ہوا پر ہی تحریروں کے گہرے مطالعہ کے باعث اس نتیجہ پر پہونچے ہیں کہ "تاریخ" اور "مارکس و لینن ــ اسٹالن کا صحیح تجزیہ" یہی بتا دیتا ہے کہ "سامراجی طاقتیں" ایک نئی سامراجی جنگ شروع کرنے کے منصوبے باندھ رہی ہیں حقیقتاً یہ بات کتنی ہی مضحکہ خیز کیوں نہ ہو ان کے دل میں گھر کر گئی ہے۔ چنانچہ وہ چاہتے ہیں کہ اس جنگ میں روس کی بجائے چین کو آگے کر دیا جائے۔

کئی اور باتیں بھی ہو سکتی ہیں۔ مثلاً اگر مغربی طاقتیں ایشیا میں الجھی رہیں گی۔ تو روس کو یورپ یا اسکنڈے نیویا میں مداخلت کرنے کا موقعہ مل جائے گا۔

چنانچہ روس کی موجودہ سیاسی چال کا خاص مقصد یہ ہے کہ چین کو جنوب کی طرف بڑھنے کی ترغیب دی جائے ـــــ یعنی چین ویٹ نام کے معاملے میں مداخلت کرے اور اس طرح فرانس کے ساتھ جھگڑا مول لے۔ چین تبت میں مداخلت کرے اور فارموسا پر حملہ کرے۔ یہ تو بالکل صاف لیکن اس کے لئے چین کو کس نا پڑے گا اور چینی اثر سے شاید کچھ زیادہ ہی ہوگا۔ کوئی پندرہ روز ہوئے کہ چین نے ہوچی منہ کے ادارہ کو ویٹ نام کی حکومت تسلیم کر لیا تھا۔ اس کے تقریباً دس روز بعد ماسکو نے بھی ہوچی منہ کو تسلیم کر لیا۔

زمانہ گذشتہ میں روس نئی حکومتوں کو تسلیم کرنے میں تاخیر سے کام لیتا رہا ہے خصوصاً جب تک کہ چین کی خانہ جنگی کا نتیجہ واضح نہ ہو گیا اس نے ماؤزے تنگ کو تسلیم نہیں کیا اور چیانگ کائی شک کے ساتھ تعلقات منقطع نہیں کئے۔ اس نے یونان کی آزاد حکومت کو کبھی تسلیم نہیں کیا۔ لیکن اب ہوچی منہ کو اس نے فوراً تسلیم کر لیا ہے۔ اس سے قدرتی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ ماؤزے تنگ نے ناک میں دم کر رکھا تھا کہ جب چین نے ہوچی منہ کو تسلیم کر لیا ہے تو روس کیوں نہیں کرتا چنانچہ سوائے تسلیم کرنے کے کوئی چارہ نہ تھا۔ اگر انکار کیا جاتا تو چین کے دل میں شک گزرتا۔ یہ موقعہ تو چین کو اس بات کا یقین دلانے کا ہے کہ اسے روس کی پوری حمایت حاصل ہے۔ بے وقت کرنے پر بجائے یونانی کمیونسٹوں کی طرح اس کا ساتھ بھی کیوں نہ چھوڑ دیا جائے فی الحال تو اس کوشش سے یہ یقین دلایا جا رہا ہے کہ اس کا عظیم دوست اور ساتھی "روس" اس کی پشت پر ہے۔

فرانس میں کمیونسٹوں کی حرکتیں بھی اسی مقصد کی تکمیل کے لئے ہیں۔ لیکن یہ حرکتیں محض ناعاقبت اندیشی ہیں جن سے فرانس کے کمیونسٹ کمزور ہو جائیں گے۔ اس بات سے کیا؟ وہ تو فرانسیسی کمیونسٹوں کو غیر ممالک کی کمیونسٹ پارٹیوں کی طرح اپنا ایک آلۂ کار سمجھتا ہے۔ ان کی حرکات کا مقصد صرف ماؤزے تنگ کو متاثر کرنا ہے۔ کیونکہ ماؤزے تنگ کو فرانس کے متعلق صرف وہی خبر ملتی ہے جو روس بہم پہونچاتا ہے۔ اسے اس بات کا یقین دلانے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ فرانس ویٹ نام میں جو بھی کاروائی شروع کرے گا۔ فرانسیسی کمیونسٹ اسے ناکام بنا دیں گے۔ اور اس لئے وہ بلا خوف ہوچی منہ کی حمایت پر اتر آئے۔

آگے کیا ہوگا ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ کون جانے اسٹالن کی چالاکی غالب آتی ہے کہ ماؤزے تنگ کی ہوشیاری کامیاب رہتی ہے۔ بہرحال یہ سوال تمام دنیا کے لئے نہایت اہم ہے۔

یہودیوں کا نیا اقدام

(بقیہ صفحہ [illegible])

اور دوسرے ممالک سے اسلحہ کی بڑی مقدار انہیں مل رہی ہے اور اب اس کے پاس منظم بیڑہ کے ساتھ مسلح ایک اچھی فوج تیار ہو گئی جو عرب فوجوں سے بہتر ہے۔ یہودیوں نے یہ جان لیا کہ حملہ کرنے کا طریقہ اختیار کرنے کے بعد انہیں اس کا سلسلہ جاری رکھنا ہوگا ورنہ ان کی نئی ریاست تباہ ہو جائے گی ساری دنیا کے یہودی اسرائیل آ رہے ہیں اور وہاں اپنا سرمایہ لگا رہے ہیں اور وسیع سلطنت یہودیوں کے لئے زندگی اور موت کا سوال ہو گیا ہے۔

عزام پاشا نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا کہ اس وقت تو یہودی "باقی فلسطین" پر بھی اپنا قبضہ کیا چاہتے ہیں۔ اور وہ حملہ کرنے کا ایک نیا بہانہ تراش کرنے کی سوچ رہے ہیں۔

تجربات سے ظاہر ہے کہ یہودیوں کو روکنے والا کوئی نہیں۔ جدید تاریخ صرف جارحانہ اقدام کی ہمت افزائی کر رہی ہے۔ متحدہ قوموں کی تاریخ ایک مثال بھی ایسی پیش نہیں کر سکتی جس سے ثابت ہو جائے کہ اس نے کسی مقام پر جارحانہ اقدام کو روکنے کے لئے کوئی فیصلہ کن اقدام کیا ہے۔ فلسطین میں حملہ کا آغاز یہودیوں کی جانب سے ہوا ہے۔ اور عربوں کا موقف شروع سے اب تک اور آئندہ بھی دفاعی ہوگا۔ یہودیوں کے حملے کی صورت میں بلاشبہ عرب جنگ کریں گے۔

یہودیوں کی تردید

پچھلے دن حکومت اسرائیل کے محکمہ خارجہ کے ایک ترجمان نے دمشق کی ایک اطلاع کی تردید کر دی ہے کہ اسرائیل اور جورڈن کے درمیان ایک دوسرے پر حملہ نہ کرنے کا ایک معاہدہ ہو گیا ہے اس نے کہا کہ صورت حال میں ابھی تک کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔

(اے۔ ف۔ پ)

ناندیڑ میں ریڈیو فون اسٹیشن کا قیام

حیدرآباد ۱۰ اردی بہشت۔ محکمہ ٹیلیگراف کا ایک پریس نوٹ مظہر ہے:-

عوام کی سہولت کے لئے ناندیڑ میں پہلی مئی سنہ ۱۹۵۰ء سے ریڈیو فون اسٹیشن قائم کر دیا گیا ہے جس کے اوقات کار روزانہ ۱۰ بجے صبح سے ایک بجے دن تک اور پھر دو بجے دن تک ہوں گے۔ اس اسٹیشن سے راست گفتگو اور بے تار خبروں کی شرح اجرت ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

ناندیڑ اور حیدرآباد کے درمیان راست گفتگو دو روپے چار آنے بے تار خبریں ایک روپیہ۔ ناندیڑ اور اورنگ آباد کے درمیان راست گفتگو دو روپے چار آنے بے تار خبریں ایک روپیہ۔ ناندیڑ اور جالنہ کے درمیان راست گفتگو ایک روپیہ گیارہ آنے بے تار خبریں تیرہ آنے۔ ناندیڑ اور نظام آباد کے درمیان راست گفتگو [illegible] بے تار خبریں [illegible] ناندیڑ اور [illegible] کے درمیان راست گفتگو دو روپے [illegible] بے تار خبریں ایک روپیہ دو آنے۔

تہذیب اور اس کے عناصر ترکیبی

(بقیہ صفحہ اول)

حکومت کس طرح قائم کیا گیا ہے؟ اس کے تعلقات اس کے خاندان، اس کے ہمسایوں، اس کے دوستوں، اس کے ساتھ معاملہ کرنے والوں، اس کے ساتھ رہنے اور بسنے والوں، اس کے ماتحتوں اور اس کے بالا دستوں، خود اس کی اپنی ہمجنس کے پیروں، اور اس کی تہذیب کی پیروی نہ کرنے والوں کے ساتھ کس قسم کے رکھے ہیں؟ اس کے حقوق دوسروں پر اور دوسروں کے حقوق اس پر کیا قرار دیئے ہیں؟ اس کو کن کن حدود کا پابند کیا ہے؟ اس کو آزادی دی ہے تو کس حد تک اور مقید کیا ہے تو کس حد تک۔ اس سوال کے ضمن میں اخلاق، معاشرت، قانون، سیاست، اور بین الاقوامی تعلقات کے تمام مسائل آجاتے ہیں اور اسی بحث سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ درحقیقت تہذیب خاندان، سوسائٹی اور حکومت کی تنظیم کس ڈھنگ پر کرتی ہے۔

اس بحث سے معلوم ہوا کہ تہذیب جس چیز کا نام ہے اس کی تکوین پانچ عناصر سے ہوتی ہے۔

۱۔ دنیوی زندگی کا تصور۔
۲۔ زندگی کا نصب العین۔
۳۔ اساسی عقیدہ۔
۴۔ انفرادی تربیت۔
۵۔ نظام اجتماعی۔

دنیا کی ہر تہذیب ان ہی پانچ عناصر سے بنی ہے اور اسی طرح اسلامی تہذیب کی تکوین بھی انہی سے ہوتی ہے۔ اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اسلامی تہذیب کے یہ پانچ عناصر کس نوعیت کے ہیں۔ اور ان کی ترکیب کس طرح ہوتی ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی واضح ہو جائے گی کہ اس نوعیت کے عناصر فرداً فرداً اسلام کے سوا کسی اور تہذیب میں موجود ہیں۔ اور نہ ان کی مجموعی ہیئت کی کوئی اور مثال دنیا میں پائی جاتی ہے۔ (حیات نو)

کمیونسٹ چین کو مسلح کرنے کا مقصد

لندن ۵ مارچ۔ برطانوی اور فرانسیسی سابق وزیروں اور ارباب سیاست کی ایک جماعت نے روس پر یہ الزام لگایا ہے کہ وہ براعظم آزاد میں ایک کمیونسٹ سلطنت کے قیام کی تدابیر سوچ رہا ہے۔ ان کا بیان ہے کہ سوویٹ چین سے معاشی تعاون کرتے ہوئے عصری اسلحہ جات سے اس کی فوجوں کو لیس کرنے کا وعدہ اس خفیہ مقصد کی تکمیل کے لئے ہے کہ چین کی کمیونسٹ قوت کو بروئے کار لاتے ہوئے ہند اور جنوب مشرقی ایشیائی ممالک پر قابو پایا جائے۔ یہ جماعت جس کا صدر مرکز لندن اور پیرس میں ہے یورپی ممالک کے حالات کا مطالعہ کرتی رہتی ہے جو انٹرنیشنل کمیٹی کے نام سے موسوم ہے اس کے ارکان میں حکومت فرانس کے سابق وزیر اعظم پال رینالڈ، برطانوی دفتر خارجہ کے سابق افسر اعلیٰ لارڈ وینسٹارٹ، برطانیہ کے دوران جنگ کے وزیر ہوا اور فضائی سامان لارڈ بربازون، اور برطانوی اور فرانسیسی پارلیمان کے متعدد سابق ارکان شامل ہیں۔

اس بین الاقوامی مجلس کی طرف سے ایک دستاویزی کتابچہ شائع ہوا ہے جو (۳۲) صفحات پر مشتمل ہے۔ اور جس میں کومنفارم کی خفیہ تجاویز اور روس کے تمام آئندہ منصوبوں کو پہلی دفعہ منظر عام پر لایا گیا ہے جس سے جنوب مشرقی ایشیا، ہند اور افریقہ کی نسبت کمیونسٹ عزائم پر کافی روشنی پڑ رہی ہے۔

انٹرنیشنل کمیٹی نے اس دستاویز کے مندرجات کو انتہائی معتبر بتلاتے ہوئے مغربی ملی قوتوں کو متنبہ کیا ہے کہ روسی تیاری، اور کمیونسٹوں کی مجوزہ پیش قدمی کا لحاظ کرتے ہوئے یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ ایک نیند میں ابھی تک سو رہے ہیں۔

اپنی ذمہ داری پر کمیٹی نے بتلایا ہے کہ جنوب مشرقی ایشیائی ممالک پر چڑھائی کے لئے روس نے اپنی لام فوج کو آگے بڑھانے کا منصوبہ تیار کر لیا ہے۔ ایشیا کو فتح کرنے کے بعد یہ قوت آفریقہ کی سمت بڑھے گی۔

آفریقہ کے فرانسیسی اور برطانیہ علاقہ جات مدیس ابابا اور اجھو بیلے روسی سفارت گھر اس وقت بڑے بڑے اہم کام میں مصروف ہیں۔

اس دستاویز میں شمالی مغربی اور وسطی آفریقہ سے متعلق مجوزہ لائحہ عمل کی تفصیل دیتے ہوئے ہندوستان کی نسبت یہ باور کرایا گیا ہے کہ کمیونسٹ یلغار کی پہلی ضرب مملکت ہند پر پڑے گی۔

ہند کے موجودہ بد امنی اور مزدور و کسانوں کی جاریہ جد و جہد کو آئندہ کی ایک بڑی تحریک کا پیش خیمہ بتلاتے ہوئے یہ باور کرایا گیا ہے کہ اس وقت مملکت ہند میں (۱۵۰۰۰۰) کمیونسٹ راہ کو ہموار کرنے میں مصروف ہیں۔

دستاویز میں مرکوز ہے، تبت کی تسخیر کا منشا یہی ہے..... یہ ہے کہ ہند کی سرحد سے قریب ہو کر آگے بڑھنے کی آسان راہیں مہیا کر لی جائیں۔

کمیٹی کا ادعا ہے کہ آئندہ چند ہی برسوں کے اندر ہندوستان میں کمیونسٹ تحریک بہت تیز ہو جائے گی۔

یورپ اور امریکہ کے ایک متحدہ فوجی اقدام کی تجویز پیش کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ اگر ابھی سے مورچہ بندی نہ ہوئی اور دروازوں کو بند نہ کیا گیا تو۔ طغیانی کسی کے روکے نہ رکے گی۔

ہم جنگ نہیں کریں گے

نئی دہلی ۵ مارچ۔ سردار بلدیو سنگھ وزیر دفاع ہندوستان نے بیان کیا کہ مشرقی بنگال کے تازہ واقعات بڑے ہی بدبختانہ ہیں اور پاکستانی حکام انھیں جس طرح رنگ دے کر بیان کر رہے ہیں۔ وہ بالکل اس کے مشابہ ہے کہ کس طرح ۱۹۴۷ء میں واقعات ظاہر کئے جاتے تھے انھوں نے خبردار کیا کہ ان چالوں سے دھوکہ کھا جانے سے ہوگی آپ کو ہوشیار رہنا چاہئے۔ وزیر دفاع نے اپنے یہ خیالات کا اظہار یہاں ہندوستان کے ایک مستقل فوجی اسٹیشن کا سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب میں کیا۔

اس عزم کا اظہار کرتے ہوئے کہ ہندوستان جنگ نہیں کرے گا سردار بلدیو سنگھ نے کہا کہ "ہم نے اپنی حد تک اس کا عزم کر لیا ہے کہ کشمیر پالیسی اور بارے میں تنازعہ کے تصفیہ کے لئے ہم جنگ نہیں کریں گے۔ ہمارا معاملہ حق پر ہے اور ہم انصاف کے راستے سے نہیں ہٹیں گے لیکن اس کے برخلاف ہم ایک ایسی ذہنیت سے برسرپیکار ہیں جس نے تمام پر امن طریقوں کو مسترد کر دیا ہے۔

موازنہ میں مصارف دفاع کے زیادہ ہونے پر جن لوگوں نے تنقید کی ہے ان کا جواب دیتے ہوئے وزیر دفاع نے بتایا کہ "ہمیں ان مسائل کو جاننا چاہئے جن سے ہمارا ملک دوچار ہے۔ ان ہی حدود میں رہ کر ہم کو آگے بڑھنا اور ترقی کرنا ہے۔

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے بتلایا کہ ہندوستانی ہوائیہ ایک علیحدہ فوج ہے اور اس کے خاص اپنے مصارف ہیں۔ ابھی تک ہم اپنی فوجوں کی ترقی کے لئے جو کچھ کرنا چاہتے تھے نہیں کر سکے۔ تاہم ۳۰ ماہ کی قلیل مدت میں ہماری دفاعی فوجوں نے ہر طرف اپنی قوت محسوس کرائی کسی ملک کا دفاع اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی فوجی ضروریات بلحاظ آلات و اوزار و دیگر ساز و سامان جنگ خود اپنے ملک سے پوری نہ کی جائیں اس کے لئے یہاں کارخانے بنانے پڑیں گے اور اس ضمن میں بہت سے منصوبے بنانے ہوں گے بغیر عصری اسلحہ کے ہم اس کی توقع نہیں کر سکتے کہ ہماری فوجیں بہتر اور موثر ہوں گی۔

اس فوجی اسٹیشن کا رقبہ کافی بڑا ہے جو (۱۲۷۰) ایکڑ پر مشتمل ہے اس میں ایک طیران گاہ بنائی جائے گی جہاں بھاری اور تیز پرواز ہر قسم کا طیارہ اتر سکے گا اور پرواز کر سکے گا اور جہاں ضروری اسلحہ کے آلات اور فنی ساز و سامان مہیا رہے گا۔

(ی۔ پ۔ ا)

اشتہار

مجریہ عدالت مطالبات خفیفہ بلدہ
اجلاس ناظم عدالت دوم مطالبات خفیفہ
مقدمہ ۵۵۰ سنہ ۳

دعوے
حیدرآباد دکن لمیٹڈ ڈگریدار اجرائی ڈگری

بنام

ایم اے انصاری مدیون ساکن آغا پورہ عنبر ۳

بنام ایم۔ اے انصاری پیشہ اسکول ماسٹر
اسپیشل کلاس محبوب شاہی ہائی اسکول

بمقدمہ صدر تمہارے نام نوٹس جاری ہوکر بعد تعمیل واپس آئی اور پتہ نہ چلنے سے ڈگریدار نے بطریق اشتہار کی درخواست پیش کی ہے اس لئے بمنظوری درخواست تاریخ ۳۰ مارچ سنہ ۱۹۵۰ء اطلاع دی جاتی ہے کہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہوکر جو کچھ عذر رکھتے ہو اصالتاً یا وکالتاً پیش کرو ورنہ حسب ضابطہ کارروائی کی جائیگی

(مہتمم عدالت)

محافظ جائداد تخلیہ کنندگان کے احکام پر نظر ثانی ہوسکتی ہے

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۳)

وہ ہم کرسکتے ہیں۔ وہ محافظ جائداد تخلیہ کنندگان کے ... برجوع ہیں۔

سابقہ دستور العمل کے تحت تخلیہ کنندوں کی جائدادوں کے متعلق تحقیقات کے بغیر اعلان کردیا جاتا تھا۔ کیونکہ پہلے ہی پہلے تحقیقات عمل میں لائی ... کے متعلق اس میں کوئی دفعہ موجود نہیں تھی مسودہ میں حضور مسٹر اطلاعوں پر تخلیہ کنندوں کی جائدادوں کا اعلان کیا گیا اور بعد میں تا حسب محافظ جائداد ... ۲۲

اشتہار

مجریہ عدالت دیوانی نظامت ضلع
میدک مستقر سنگاریڈی
فیروز ...

اجلاس مولوی محمد ابوالحسن بی۔ اے۔ ایل۔ ایل بی ناظم عدالت ضلع میدک۔

نمبر مقدمہ ۲/۳۶ سنہ ۱۹۵۰ء

بچہ ریڈی نابالغ بولایت مادر ساکن گوپلدم خورد تعلقہ گجویل۔

بنام

ایجنٹ سمنٹ کمپنی وعثمان شاہی مل

مادعی

عطائے صداقت نامہ وراثت

بنام (۱) ایجنٹ سمنٹ کمپنی کوئین روڈ بمبئی
(۲) ایجنٹ عثمان شاہی مل واقع ناندیڑ حیدرآباد

سانحہ توپ۔

واضح ہو کہ مقدمہ مندرجہ عنوان میں مسمی بچہ ریڈی ولد نارسیواں ریڈی عمر ۱۰ سالہ نابالغ بولایت ماں مادر حقیقی ساکن گوپلدم خورد تعلقہ گجویل نے درخواست عطائے صداقت نامہ وراثت بابتہ شیئرز نمبر ۲۵ صد عثمان شاہی مل اور سمنٹ کمپنی بمبئی پیش کی ہے۔ اس لئے بذریعہ ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ اس درخواست کی نسبت کسی کو کوئی عذر ہو تو تاریخ پیشی مقررہ ۲۱ مارچ سنہ ۱۹۵۰ء روز شنبہ بوقت ۱۰ ساعت دن حاضر عدالت ہوکر نسبت درخواست جواب دہی کریں ورنہ حسب ضابطہ کارروائی ہوگی۔ جس بعد کوئی عذر قابل لحاظ نہ ہوگا۔

آج بتاریخ یکم مارچ سنہ ۱۹۵۰ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا فقط

(مہتمم عدالت)

۲۲ تخلیہ کنندگان نے ان کے متعلق پیش شدہ دعوے منظور کئے۔

جو اشخاص کسی حکم پر نظر ثانی کی درخواست کے لئے معقول وجوہ رکھتے ہوں انہیں متعلقہ کاغذات کا معائنہ کرنے کی اجازت دی جائے گی اب تک ایسی صرف ایک ہی درخواست وصول ہوئی ہے جس پر غور کیا جارہا ہے۔ (اعلانات)

دی کوآپریٹیو پریس لمیٹڈ میں
چھپ کر
دفتر ملکت سانحہ توپ
حیدرآباد دکن سے
شائع ہوا
۲۲